خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

سوموار
17- اپریل 1995ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
خطبہ نمبر ۱۲
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 45-80 نمبر 86 سوموار - 16 ذیقعدہ - 1415ھ ' 17 شہادت 1374 ہش ' 17 اپریل 1995ء

## سچی توبہ ہی اصل توبہ ہے

تم خدا سے صلح کر لو۔ وہ نہایت درجہ کریم ہے ایک دم کے گداز کرنے والی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے۔ اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی۔ یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ ہمیشہ فضل بچاتا ہے نہ اعمال۔ اے خدائے کریم و رحیم! ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے رہیں۔ (آمین)

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

# ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مبارک وہی دن ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت اور وفا میں گذرے۔ فرض کرو کہ ایک شخص کے پاس لطیف اور عمدہ غذائیں کھانے کے لئے اور خوبصورت بیویاں اور عمدہ عمدہ سواریاں سوار ہونے کو رکھتا ہے۔ بہت سے نوکر چاکر ہر وقت خدمت کے لئے حاضر رہتے ہیں۔ مگر ان سب باتوں کا انجام کیا ہے؟ کیا یہ لذتیں اور آرام ہمیشہ کے لئے ہیں؟ ہرگز نہیں ان کا انجام آخر فنا ہے۔ مردانہ زندگی یہی ہے کہ اس زندگی پر فرشتے بھی تعجب کریں۔ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہو کہ اس کی استقامت اخلاص اور وفاداری تعجب خیز ہو۔ خدا تعالیٰ نامرد کو نہیں چاہتا۔ اگر زمین و آسمان بھی ظاہری اعمال سے بھر دیں۔ لیکن ان اعمال میں وفا نہ ہو تو ان کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب تک انسان صادق اور وفادار نہیں ہوتا اس وقت تک اس کی نمازیں بھی جہنم ہی کو لے جانے والی ہوتی ہیں۔ جب تک پورا وفادار اور مخلص نہ ہو۔ ریاکاری کی جڑ اندر سے نہیں جاتی ہے لیکن جب پورا وفادار ہو جاتا ہے۔ اس وقت اخلاص اور صدق آتا ہے اور وہ زہریلا مادہ نفاق اور بزدلی کا جو پہلے پایا جاتا ہے دور ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۵۱۷)

## اس سال دعوت الی اللہ کیلئے زیادہ محنت کرنا ہوگی

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ہر انسان کے اندر ایک جنت موجود ہے یہ یاد رکھیں جس کو آپ بد سے بد سمجھتے ہیں اس کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے کوئی حسن دفن کر رکھا ہے۔ پس (صاحب ایمان) کا کام ہے کہ خود کوشش کر کے ان حسن کے دفینوں تک پہنچے ان سے استفادہ کرے اور ان کو ابھار کر اس کے مالک کے سامنے پیش کرے تاکہ اسے معلوم ہو کہ اس کے پاس بھی حسن کی ایک دولت ہے ورنہ تو صحرائے عرب کی طرح کا حال ہو گا کہ جہاں تیل کے دفینے موجود تھے لیکن اس ملک کے باشندوں کو علم نہیں تھا کہ کیا ہے۔ غیروں نے آکر محنت کی اور ان دفینوں کو باہر نکالا تب ان کو قدر آئی کہ اس صحرا میں خدا نے کیسی کیسی دولتیں ہمارے لئے اکٹھی کر رکھی تھیں تو انسانوں میں بھی جن کو آپ صحرا سمجھتے ہیں وہ سب صحرا نہیں ہوا کرتے۔ ظاہری طور پر دنیا داری ان کو صحرا بنا دیتی ہے لیکن ہر شخص کے اندر خالق کا ایک حسن پوشیدہ ہے اس کو تلاش کریں تو ان کی جنت بھی باہر آجائے گی اور اس کے نتیجے میں (دین حق) سے جو گہرا رابطہ پیدا ہونا چاہئے وہ ان کے لئے زیادہ آسان ہو جائے گا کیونکہ اگر مزاج (دین حق) کے خلاف ہو تو پھر (دین حق) سے رابطہ پیدا کرنا مشکل کام ہے تو دونوں طرف کے سفر ہیں جن کی تیاری آپ ہی نے کرنی ہے ان کو (دین حق) کی طرف سفر پہ آمادہ کرنے کا کام بھی آپ ہی کا ہے' ان کی ذات میں ان کی ودیعت ہوئی خوبیوں کی تلاش کرنا اور ان کا کھوج نکال کر ان کو باہر لانا اور ان کی نظر کے سامنے کرنا یہ بھی آپ ہی کا کام ہے اور اگر دعا کر کے آپ یہ کام کریں تو یہ مشکل کام نہیں ہے۔

آج کل ہم (دعوت الی اللہ) کے جس دور میں داخل ہوئے ہیں اس میں ہمارے معیار جلد جلد بڑھ رہے ہیں اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب اس کے بعد اگلا قدم اٹھانا دوبھر ہو گا۔ ہر چڑھائی چڑھنے والا جانتا ہے کہ ایک چوٹی جو دکھائی دیتی

باقی صفحہ ۲ پر

## دعاؤں کے اثر اور قبولیت کو توجہ کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

## نکاح

○ مکرم محمد اکبر سلمان صاحب فارماسسٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ ابن مکرم محمد افضل صاحب بٹ آڈیٹر انصار اللہ مقامی ربوہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ مکرمہ خولہ ریحانہ ناصر ایم اے بنت مکرم عبدالہادی صاحب ناصر نیویارک (امریکہ) مورخہ ۹۔ اپریل ۹۵ء کو محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ نے بیت المبارک ربوہ میں بعوض حق مہر مبلغ پچاس ہزار روپے پر بعد عصر پڑھا۔ محترم مولانا نے فرمایا کہ مکرم محمد افضل بٹ صاحب کے خاندان کی سلسلہ کے لئے بہت خدمات ہیں۔ خصوصاً ان کے ماموں حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس خالد احمدیت کی خدمات کا تفصیلی ذکر فرما کر نئی پود کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین فرمائی۔ اسی طرح مکرم عبدالہادی ناصر صاحب آف نیویارک (امریکہ) کی خدمات کا ذکر فرمایا۔ اور محترم مولانا صاحب نے اس مبارک رشتہ کے لئے دعا کی۔ احباب کرام کی خدمت میں اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم ڈاکٹر ملک مدثر احمد صاحب قائد علاقہ راولپنڈی ابن مکرم ملک مظفر احمد صاحب کا نکاح ڈاکٹر لیقہ فوزیہ صاحبہ بنت مکرم شیخ عبدالرشید شرما صاحب صدر جماعت احمدیہ شکارپور سندھ کے ہمراہ مبلغ ستر ہزار ۷۰۰۰۰ روپے حق مہر پر مکرم عبدالرحمان صاحب مربی سلسلہ نے مورخہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۹۵ء کو بیت الحمد شکارپور میں پڑھا۔ مکرم ڈاکٹر ملک مدثر احمد صاحب حضرت ملک علی حیدر صاحب دوالمیال رفیق حضرت بانی سلسلہ کے پوتے اور ڈاکٹر لیقہ فوزیہ صاحبہ حضرت شیخ عبدالرحیم شرما صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ کی پوتی ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

## درخواست دعا

○ مکرم شیخ ظہور الدین صاحب دار العلوم غربی (ب) لکھتے ہیں

میرے بیٹے عزیزم شیخ سفیر الدین کا جرمنی میں چند روز قبل پھیپھڑوں کا اپریشن ہوا تھا۔ اپریشن کامیاب ہوا۔ مگر ٹانکے (Stitches) خراب ہو جانے کی وجہ سے علیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۱۷ - شہادت ۱۳۷۴ ہش ۱۷ - اپریل ۱۹۹۵ء

# قناعت اور توکّل علی اللہ

بعض لوگ جو رشوت لیتے ہیں اور ناجائز طریق سے آمد پیدا کرتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ وہ ایسا نہ کریں تو اکثر اوقات ان کا جواب یہ ہوتا ہے "کھائیں کہاں سے کیا بیوی بچوں کے لئے ہم ضروریات زندگی مہیا کریں یا نہ کریں۔ ہم انہیں چھوڑ دیں یا وہ ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں۔ اگر انہیں اپنے پاس رکھنا ہے اور ان کا پالنا پوسنا ہمارے ذمہ ہے تو یقیناً ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ اور پھر یہ بات بھی ہے کہ کون رشوت نہیں لیتا جو ہم نہ لیں۔" حقیقت یہ ہے کہ یہ سب بہانے ہیں۔ انسان خدا تعالیٰ پر توکل کرے تو وہ ساری ضروریات مہیا کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:۔

"ایسی جگہوں اور ایسے مقامات میں رکھ کر جہاں دنیاوی ابتلاؤں اور کشمکشوں سے انسان بچ نہیں سکتا۔ کہا گیا ہے کہ گناہ گار نہ بنو۔ یہ ایسا سوال ہے جو ہر دنیادار کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ یا تو کہو کہ بیوی بچوں کو چھوڑ دو' نہ یہ ہوں گے اور نہ ان کے کھانے پینے اور پہننے کی فکر ہوگی۔ تم یہ جو کہتے ہو کہ ان کے کھانے پینے کی فکر نہ کرو۔ کیا بیوی کو طلاق دے دیں۔ بچے پیدا ہی نہ کریں۔ یا بچوں کو گھر سے نکال دیں یا ان کو چھوڑ چھاڑ کر نکل جائیں۔ مگر آگے حکم ہے ایسا بھی نہ کرو۔ بیوی بچوں ہی میں رہو اور ان کو کھانے پینے کے لئے دو۔ اور اولاد پیدا ہونے سے روکنا سوائے اس صورت کے کہ بیوی کی جان کا خطرہ ہو بہت بڑا گناہ کرنا ہے۔ پھر کریں تو کیا کریں۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ کھانے والے تو لاؤ مگر کماؤ نہیں۔ بظاہر یہ بات عجیب نظر آتی ہے۔ مگر یہی وہ معمہ ہے جس کے حل کرنے سے انسان کا قدم ادھر اٹھ سکتا ہے۔ جدھر چلنے سے خدا ملتا ہے۔ جب تک انسان ایسی بھٹی میں نہیں پڑتا اس وقت تک کس طرح سمجھتا ہے کہ واقعہ میں اس نے کوئی قربانی کی ہے۔ یہی باتیں ہیں جن کے حل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ قربانی کیا ہے۔ قربانی کے معنے قریب کر دینے والے کے ہیں۔ اور قریب انسان اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ اس بھٹی میں سے گزرتا ہے۔ ایک طرف اسے کہا جاتا ہے کسی قسم کا لالچ اور حرص نہ کر اور دوسری طرف کہا جاتا ہے بیوی بچوں کو پال۔ ایک طرف کہا جاتا ہے دنیاوی باتوں کی طرف توجہ نہ کر اور دوسری طرف کہا جاتا ہے۔ اپنا اور اپنے لواحقین کی ضروریات کا انتظام کر۔ بظاہر یہ ایک ایسی مشکل ہے کہ جس کا حل نظر نہیں آتا۔ پھر اس کے حل کا کیا طریق ہونا چاہئے۔ وہی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اختیار کیا کہ وہ بظاہر آگ میں کود ے مگر دیکھا کہ وہ آگ نہیں بلکہ گلزار تھا۔ جب انسان خدا پر توکل کر کے کودتا ہے تو گو اس وقت معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ہوگا۔ اور ایسا خیال کرتا ہے کہ اس مشکل کا حل ہی نہیں۔ مگر کودنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو ایسی آسان اور سادہ بات ہے کہ اس کے متعلق حل کا لفظ ہی استعمال کرنا بیوقوفی ہے۔"

مقصد یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ پر توکل کرے اور قناعت سے کام لے۔ تو وہ دیکھے گا کہ اس کی ہر ضرورت پوری ہوتی چلی جاتی ہے۔ اسے نہ رشوت لینے کی ضرورت ہے نہ کسی اور ناجائز ذریعے سے آمد پیدا کرنے کی۔

بہت آگے ہوں مَیں دیوانگی سے
خدارا مجھ کو دیوانہ نہ سمجھو
یہ ذوقِ بادیہ گردی ہے ورنہ
مجھے منزل سے بیگانہ نہ سمجھو

ابوالاقبال

جانوں کا نذرانہ دیں گے لہُو کے دِیپ جلائیں گے
تیری راہ پہ چلنے والے کب تک پتھر کھائیں گے

کب تک رستہ رُک سکتا ہے کب تک کوئی جُھک سکتا ہے
تیری راہیں روکنے والے راہوں میں رہ جائیں گے

اس بے مہر زمانے پر ہم دل کے راز نہ کھولیں گے
تیرے نام پہ مِلنے والے زخم تجھے دکھلائیں گے

نُور کی مشعل ہاتھ میں لیکر اندھیاروں سے لڑنا ہے
یہ اس عہد کا قرض اگر ہے' ہم یہ قرض چکائیں گے

باغِ وجود میں جس کے ذکر سے پھول مہکنے لگتے ہیں
اُس گلزار صفت کی خوشبو عالم میں پھیلائیں گے

ایک آواز سنی ہے ہم نے اور اِک چہرہ دیکھا ہے
وہ آواز سنائیں گے ہم وہ چہرہ دکھلائیں گے

جانے والے! تُو ہے تسلسل ایک قدیم روایت کا
تیرے پیچھے آنے والے دِیپ سے دِیپ جلائیں گے

اکرم محمود

بقیہ صفحہ ۱

ہے اس تک پہنچنا بہت مشکل دکھائی دیتا ہے مگر جب آپ پہنچ جاتے ہیں تو ایک سکون نصیب ہوتا ہے مگر پھر اگلی چوٹی پہلے سے بھی زیادہ مشکل ہو جاتی ہے اور پھر اس سے اگلی چوٹی اس سے بھی زیادہ مشکل ہو جاتی ہے۔ پس یہ ضروری نہیں کہ آپ اگر ایک بلندی طے کر چکے ہیں تو دوسری بھی اسی آسانی سے کر سکیں گے۔ ہر اگلی بلندی پہلے سے زیادہ مشکل ہوتی چلی جاتی ہے اس لئے میں آپ کو ذہنی طور پر اس کے لئے تیار کرنا چاہتا ہوں کہ اس سال جو ہم نے دعوت الی اللہ کا کام کرنا ہے اس کے لئے پہلے سے زیادہ محنت کرنا ہوگی' زیادہ ہم سفر ڈھونڈنے ہوں گے جو آپ کے کاموں میں آپ کے ہاتھ بٹائیں اور اخلاق حسنہ سے ضرور مزین کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر یہ سفر طے نہیں ہو سکتا۔ اس کے بغیر آپ دلوں کے علاقے فتح نہیں کر سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ مشکل کام بھی دعاؤں سے آسان ہو جاتے ہیں۔ دعائیں کریں تو (اگر اللہ نے چاہا تو) آپ کے یہ کام آسان ہو جائیں گے۔(۔)

پس جماعت احمدیہ تو دعا کا ایک زندہ معجزہ ہے اگر دنیا میں کسی نے دعا کی حقیقت پائی ہو تو صرف احمدیت ہے جس سے دعا کی حقیقت زندہ حقیقت کے طور پر سامنے آسکتی ہے۔ پس آپ دعائیں کرتے رہیں اور محنت کریں اور اخلاص کے ساتھ آگے قدم بڑھائیں۔ سب دنیا کے شریف ہمارے منتظر ہیں اور شرافت ہر جگہ موجود ہے یہ دو یقینی باتیں ہیں جن کو دل میں جاگزیں کر کے یقین کے ساتھ' مستحکم قدموں کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے سفر آسان فرمادے گا۔

(از خطبہ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

# دوسروں سے نیکی کرو اور محسن کے احسان کی قدر کرو

## سچی ضرورت کے وقت قرض لو اور میعاد معینہ میں ادا کرو

### اپنے معاملات کی درستی پر بہت زور دو

(خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی ۱۹- نومبر ۱۹۲۰ء)

میں نے بتایا تھا کہ ایمان کی تکمیل کے لئے بہت ہی تفصیلات ہیں جن کا لحاظ ضروری ہے۔ ان کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا اور انسان وہ فوائد حاصل نہیں کر سکتا۔ جو مذہب کے ذریعہ خدا دنیا کو پہنچانا چاہتا ہے۔ اس مضمون کے کچھ حصے بیان کئے تھے اور ایک بات میں اس میں سے آج بیان کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے خود بنی نوع کے نفع کی غرض سے (۔) قوانین مقرر فرمائے ہیں۔ اگر کوئی چوری نہیں کرتا ہے تو اس میں خدا کا فائدہ نہیں۔ اگر کرتا ہے تو اس کا نقصان نہیں۔ کوئی قتل کرتا ہے تو اللہ کا نقصان نہیں۔ نہیں کرتا تو فائدہ نہیں۔ وہ اپنی ذات میں کامل ہے۔ انسان پیدا ہوتا یا نہ ہوتا تو اس کی حکومت پر اس کا کچھ اثر نہیں۔ پس جس قدر احکام (د۔نیہ) ہیں ان سب میں انسان کا فائدہ ہے مگر بعض احکام میں انسان کو نفع نظر آتا ہے بعض میں نہیں۔ جب انسانوں کے علم و تجربہ میں فرق ہوتا ہے تو اس وقت بھی بعض باتوں کے فرق بعض کو نظر آتے ہیں۔ بعض کو نہیں۔

مثلاً بچے میں اور ماں باپ میں فرق ہوتا ہے۔ بچہ کا فرض ہوتا ہے کہ ماں باپ کی بات بے چون و چرا مانے۔ کیونکہ ماں باپ کے احکام تجربہ کی بناء پر ہیں اور بچہ ان حالتوں سے واقف نہیں۔ اگر بچہ انکار کرے۔ تب لوگ اس کو ملامت کریں گے۔ جب بچہ جوان ہوتا ہے تو ماں باپ بھی اس کو پہلے کی طرح احکام نہیں دیتے اور نہ وہ تفصیلات میں اس طرح ماں باپ کے احکام ماننے کے لئے تیار ہوتا ہے تاہم بچہ پر ماں باپ کی اطاعت فرض ہوتی ہے' لیکن ماں باپ کا تجربہ محدود ہے خدا کا محدود نہیں۔ کیونکہ خدا انسان کو پیدا کرنے والا ہے۔ پیدا کرنے والے سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ بعض اوقات ماں باپ کا تجربہ غلط بھی ہوتا ہے۔ مثلاً جب چیچک کا ٹیکا نکلا۔ اس وقت عام طور پر لوگوں میں خیال تھا کہ سرکار بچوں کو مارنا چاہتی ہے۔ اس لئے جب ٹیکا لگانے والے آتے تو بچوں کو چھپا دیتے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ محض اس ماں باپ کی بدگمانی کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں بچے ہلاک ہو جاتے اور ان کی صورتیں بگڑ جاتیں۔ تو یہ ماں باپ کے غلط تجربے اور محض بدگمانی کا نتیجہ تھا جو بچوں کو بھگتنا پڑتا تھا لیکن خدا تعالیٰ کے احکام کی یہ حالت نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے اور اس کا علم ازلی اور حکمت ازلی ہے۔

بعض لوگ ہوتے ہیں جو پوچھا کرتے ہیں کہ عصر کی چار رکعتیں کیوں ہیں؟ اور مغرب کی تین کیوں؟ لیکن ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ڈاکٹر جب دوا دیتا ہے تو وہ نسخہ میں بعض دواؤں کے تین قطرے لکھتا ہے۔ بعض کے چار بعض کے زیادہ بعض کے کم۔ مریض کا یہ حق نہیں کہ پوچھے کہ دوائیں کم و بیش کیوں ڈالتا ہے۔ اگر کوئی پوچھنے پر مصر ہو تو ڈاکٹر نسخہ کو پھاڑ دے گا۔ پس ڈاکٹر جو لکھتا ہے مریض کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ اور بعض دفعہ ڈاکٹر بھی تفصیل نہیں بتا سکتا۔ اس کے پاس الفاظ نہیں ہوتے یا الفاظ تو ہوتے ہیں۔ مگر وہ نتیجہ حسب منشاء نہیں نکال سکتا' مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اگر وہ کسی چیز کی تفصیل بیان نہ کرے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ انسان اس مطلب کو نہیں سمجھ سکتا۔ اور اس فرق کو معلوم نہیں کر سکتا۔ اگر ڈاکٹر نہیں جانتا۔ تو اس پر اعتبار کیا جاتا ہے خدا جانتا ہے اس کے جاننے پر اعتبار نہیں کیا جاتا۔

ہر چیز کا سبب ہوتا ہے مگر بہت دفعہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ نماز کی مختلف اوقات کی رکعتوں میں کمی بیشی کا سبب ہے مگر قدرت نے اس لئے بیان نہیں کیا کہ انسان نہیں سمجھ سکتا۔ ڈاکٹر بعض اوقات دواؤں کا فرق نہیں بتا سکتا۔ مگر وہ یہ کہتا ہے کہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ دوا اس مقدار میں دینا مفید ہو گا۔ اسی طرح بعض لوگ نیچا کرتہ پہنتے ہیں۔ بعض اونچا۔ اگر پوچھا جائے تو عام طور پر نہیں بتا سکیں گے ہاں یہ کہیں گے کہ ہمارے دل کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے وجوہ ہیں۔ مگر وہ بیان نہیں کر سکتے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اگر بیان نہیں فرمایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کی اہلیت نہیں کہ اس فرق کو محسوس کر سکے۔ مثلاً بعض کیڑے ہیں کہ ہم آنکھ سے ان کو دیکھ نہیں سکتے۔ ہاں اگر خوردبین ہو تو وہ دیکھے جا سکتے ہیں۔ اگر خوردبین والا دوسرے کو کہے کہ وہ کیڑا جاتا ہے تم کو نظر نہیں آتا؟ تو لوگ اس کو پاگل کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کوئی لغو کام نہیں کرتا۔ چونکہ بندہ ان فرقوں کو محسوس نہیں کر سکتا اس لئے بعض تفصیلات اللہ تعالیٰ بیان نہیں فرماتا۔ اس لئے (صاحب ایمان) کو چاہئے کہ ان باتوں پر قیاس کر کے خدا کے ہر ایک حکم پر بلا چون وچرا عمل کر لیا کرے۔

میں آج ایک حکم بیان کرتا ہوں۔ اس کے لئے اس قدر تمہیں تمہید کی ضرورت تو نہ تھی' مگر بعض لوگ بعض خاص اعمال میں کچے ہوتے ہیں۔ مثلاً اموال کا معاملہ ہے۔ لوگ قدرتاً مال کی طرف میل رکھتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مال سے ہم آرام حاصل کریں گے۔ اور اس سے ہماری حفاظت ہو گی۔ مال کو چاہنا اس لئے نہیں ہوتا کہ مال سے ان کو محبت ہوتی ہے بلکہ اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مال سے وہ آرام کی اشیاء مہیا کرتے ہیں۔ بخیل بھی اسی لئے مال جمع کرتا ہے کہ اس کو اپنے آرام کا خیال ہوتا ہے مگر وہ ہر دفعہ یہ خیال کرتا ہے کہ شاید اس سے بڑی ضرورت پڑ جائے اس لئے وہ مال خرچ نہیں کرتا ورنہ مال کی ذات سے اس کو محبت نہیں ہوتی۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص روٹی لے کر سفر کو چلے اور جب بھوک لگے تو کہے شاید اس سے زیادہ ضرورت ہو۔ روٹی نہیں کھانی چاہئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی بھوک سے جان نکل جاتی ہے۔ یہی حال بخیل کا ہوتا ہے۔ وہ آئندہ زیادہ ضروریات کے خیال سے کچھ بھی کسی ضرورت پر خرچ نہیں کرتا' نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی جان نکل جاتی ہے۔ مال دوسروں کے قبضہ میں جاتا ہے۔

پس مال کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس میں کمزوری دکھاتے ہیں۔ مثلاً چوریاں ہوتی ہیں۔ جو لوگ چوریاں کرتے ہیں۔ اگر وہ خیال کریں کہ اگر ان کے ہاں چوری ہو تو ان کو کتنا صدمہ ہو تو وہ چوری سے باز آئیں۔ جو لوگ چوری کرتے ہیں جب تک ان کے جواب میں چوری نہیں ہوتی۔ وہ چوری کرتے ہیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں میں جانوروں کی چوریاں ہوتی ہیں۔ جن کی چوری ہوتی ہے۔ وہ چوروں کے جانور چرا لیتے ہیں۔ پھر وہ جا کر ان کے جانور دے دیتے ہیں اور اپنے منتوں کے ساتھ لے لیتے ہیں۔ اس طرح بعض لوگ رات کو کھیتوں میں فصلیں کاٹ لیتے ہیں۔ اسی طرح لوگ ان کی فصلیں کاٹ لیتے ہیں۔ پھر ان کو معلوم ہوتا ہے کہ فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔

اسی طرح جو لوگ قرض لیتے ہیں اور پھر دینے میں حیل و حجت یا سستی کرتے یا مکر جاتے ہیں۔ وہ اپنے دشمن ہوتے ہیں نہ صرف اپنے ملک اپنی قوم کے بھی دشمن ہوتے ہیں۔ جب ان کو ضرورت پڑتی ہے تو گڑگڑاتے ہیں۔ مگر جب قرض خواہ مطالبہ کرتا ہے تو اس کو آنکھیں دکھاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی بدمعاملگی سے ڈر کر وہ لوگ جن کو سچی ضرورت ہوتی ہے۔ قرض لینے سے محروم رہتے ہیں کیونکہ جس شخص کے پاس وہ قرض لینے جاتے ہیں۔ وہ ان کی بات کا اعتبار نہیں کر سکتا۔ جبکہ پہلے وہ دیکھ چکا ہوتا ہے کہ فلاں شخص نے اس سے قرض لے کر کیا سلوک کیا۔ ایسے لوگ دو طرح مضر ہوتے ہیں اور دو قسم کے لوگوں کے لئے مضر ہوتے ہیں۔

(۱) وہ لوگ جو سچی ضرورت رکھتے ہیں ان کو قرض نہیں مل سکتا۔ (۲) وہ لوگ جن سے قرض لیتے ہیں آئندہ ان کو نیکی کرنے سے محروم کر دیتے ہیں اور نیز ایسے لوگ دوسرے لوگوں کو بدمعاملگی کی تعلیم کرتے ہیں۔

خوب یاد رکھو جس طرح (احکامات د۔نیہ یہ کہتے ہیں) کہ دوسروں سے نیکی کرو۔ اس طرح یہ بھی (کہتے ہیں) کہ محسن کے احسان کی قدر کرو۔ اور احسان فراموش نہ بنو۔ جو شخص تم کو ضرورت کے وقت قرض دیتا ہے وہ تمہارا محسن ہے۔ تم اس کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کرو۔ اور جن آنکھوں سے لیا ہے انہی سے دو۔ بعض لوگ جب قرض لے جاتے ہیں۔ تو بہت الحاح سے کام لیتے ہیں۔ مگر جب وہ مانگنے آتا ہے تو اس کو کہتے ہیں۔ لاٹ صاحب بن گیا۔ ہر وقت سر پر چڑھا رہتا ہے۔ حالانکہ لینے والے کا حق تھا کہ وہ سختی کرے۔ مگر یہاں الٹا معاملہ ہے کہ جب مطالبہ کیا جائے۔ تو اس کو کہتے ہیں کہ یہ ہم پر حکومت کرنے لگا ہے۔

رسول کریمؐ سے کسی غیر مسلم شخص نے کچھ لینا تھا وہ آیا اور سختی کرنے لگا۔ بعض صحابہؓ کو برا معلوم ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اس کا مقروض ہوں اس کو حق ہے کہ سختی کرے۔

تو ضرورت کے وقت جاتے ہیں۔ اور لیتے ہیں لیکن جب ادائیگی کا وقت آتا ہے تو کبھی سامنے نہیں ہوتے اور ہمیشہ آنکھ بچا کر نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر قرض خواہ لوگوں کے پاس کہے کہ آپ ہی لے دیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہم اب نہیں دیں گے کیونکہ اس نے ہمیں بدنام کیا ہے۔ گویا وہ اس کے باپ کی جائیداد میں سے کچھ اس سے مانگتا تھا۔ اس کا حق تھا وہ کیوں نہ طلب کرتا۔ جو شخص ایسے کمینہ کو گالی دیتا ہے وہ حق ہے اگرچہ اخلاق گالی کی اجازت نہیں دیتا۔ کانے کو کانا کہنا حق ہے مگر اخلاق سے بعید ہے چور کو چور کہنا جائز ہے لیکن مجسٹریٹ کے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا۔ (احکام د۔نیہ) نے منع کیا ہے کہ کانے کو کانا کہا جائے۔ اس لئے کہ جو کانا کہتا ہے وہ اس

کو چڑانا چاہتا ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ کانے کو کانا کہنا درست ہے۔ اس طرح جو شخص کسی کا مال مارتا ہے حق ہے کہ وہ اس کو چور یا ڈاکو کہے کیونکہ یہ اس عیب کا مرتکب ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ قرض لیتے ہیں اور اس سے اپنی جائیداد بناتے ہیں۔ قرض دینے والا اس خیال سے کہ ان کو ضرورت ہے ان کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم کر کے دے دیتا ہے' لیکن جب وہ مطالبہ کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ دس دن کو آنا۔ پھر جب جائے تو پھر دس دن توقف کرنے کو کہتے ہیں۔ اس طرح کئی دفعہ ہو چکنے کے بعد انکار کر بیٹھتے ہیں۔ یا بعض عدم گنجائش کا بہانہ کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ یہ کہنا ان کو جرم سے نہیں بچاتا۔ کیونکہ جب قرض لینے لگے تھے۔ ضروری تھا کہ اس وقت حیثیت کو سوچتے۔ نہ یہ کہ جب دینے کا وقت آیا۔ اس وقت گنجائش کا سوال اٹھایا۔ پس جب قرض لینے لگے تھے اس وقت سوچنا تھا کہ ہم ادا بھی کر سکیں گے یا نہیں۔

مجھے قرآن کریم کی اس آیت پر ہمیشہ تعجب ہوا کرتا تھا کہ:

(اے ایماندارو جب تم ایک دوسرے سے کسی مقررہ میعاد کے لئے قرض لو تو اسے لکھ لو) میں اس میں مدت کی شرط لگائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ اس میں دو فائدے ہیں۔ اول دینے والے کے لئے (۲) لینے والے کے لئے۔ اول لینے والے کے لئے یہ فائدہ ہے کہ مثلاً مہینہ کا وعدہ ہے۔ تو مہینہ کے بعد جا کر طلب کرے گا۔ یہ نہیں ہو گا کہ اس کو روز روز پوچھنا پڑے گا۔ اور نیز یہ بھی فائدہ ہو گا کہ جب مہینہ کا وعدہ ہو گا تو یہ حق نہیں ہو گا کہ دوسرے دن ہی مطالبہ شروع کر دے۔ دوسرا فائدہ ہو گا کہ جب لینے والا لینے لگے گا۔ تو پہلے سوچے گا کہ میں جتنے عرصہ میں ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اتنے عرصہ میں ادا بھی کر سکوں گا کہ نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی آمدنی پندرہ بیس روپیہ ماہوار رکھتا ہے۔ اور ایک مہینہ کے وعدہ پر سو روپیہ قرض لیتا ہے۔ تو سوال ہو گا کہ وہ کہاں سے ادا کرے گا۔ اس لئے قرض دینے والا اس سے متنبہ ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر ایک زمیندار قرض لیتا ہے اور اس کی فصل اس کے قرض سے زیادہ برابر ہے تو وہ لے سکتا ہے۔ پس اس آیت میں یہ فوائد بتائے ہیں۔

اور اب ہر شخص کو سوچنا چاہئے کہ وہ جو قرض لیتا ہے وہ اس کو ادا کر سکے گا یا نہیں۔ اگر نہیں ادا کر سکے گا۔ اور وہ قرض لیتا ہے تو یہ ٹھگی ہے۔ بعض وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ گنجائش نہیں۔ ان کو ثابت کرنا چاہئے کہ جب وہ لینے لگے تھے۔ اس وقت ان کو امید تھی کہ وہ قرض اتار سکیں گے۔ مگر ناگہانی اسباب نے ان ذرائع کو منقطع کر دیا۔ اس لئے قرض اتارنا ممکن نہ رہا۔ ورنہ گنجائش کا سوال بعد از وقت ہے۔

اگر کوئی شخص قرض لے کر نفع اٹھاتا اور تجارت کرتا ہے۔ اور قرض خواہ کو قرض نہیں دیتا تو ضروری ہے کہ اس سے روپیہ لے کر اس کو دیا جائے اگر وہ کہے کہ میری تجارت تباہ ہو گئی۔ تو اس کا روپیہ تھا ہی نہیں کہ یہ تجارت کر سکتا۔ اس نے جو نفع اٹھایا اسی کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ جو لوگ اس طرح قرض لیتے ہیں اور آپ نفع اٹھاتے ہیں اور قرض خواہ کو نہیں دیتے وہ نفع نہیں اٹھاتے وہ آگ سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ پس جو معاملہ کرو' دیانت سے کرو۔ اور صفائی اس میں رکھو' قرض دینے والے کو چاہئے کہ لکھ لے ا ر مدت مقرر کر لے اس میں دونوں کے لئے فائدہ ہے۔

بعض لوگ کام کچھ نہیں کرتے اور قرض لے کر گزارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں توکل پر گزارہ کرتے ہیں۔ حالانکہ توکل انبیاء اور اولیاء کرتے ہیں۔ اور اس کے معنے ہیں کہ وہ شخص بادشاہ ہو گیا کیونکہ جس طرح بادشاہ جب چاہتے ہیں ٹیکس لگا کر رقوم وصول کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جو متوکل ہوتے ہیں۔ ان کی ضرورت خدا پوری کرتا ہے۔ مگر یہ عجیب متوکل ہیں کہ لوگوں سے قرض لیتے ہیں اور دیتے نہیں۔

ہاں جو لوگ اپاہج ہوں یا معذور ہوں۔ ان کی مدد حکومت پر فرض ہے۔ اگر حکومت غیر مذہب کی ہو اور اس کا ایسا انتظام نہ ہو تو پھر وہ جس جماعت سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس جماعت کے امام کا اور ..... المال کا فرض ہے کہ ان کی ضروریات کو پورا کرے۔

لیکن جس طرح بعض لوگ قرض لینے میں بدمعاملگی کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض دوکاندار بھی بدمعاملگی کرتے ہیں وہ بچوں یا عورتوں کو یا ایسے لوگوں کو جن کی آمد کی کوئی سبیل نہیں وہ محتاج یا اپاہج ہیں۔ اور ان کا بار..... المال پر ہے قرض دیتے ہیں اور بچوں کے باپ کو اور عورت کے خاوند اور اپاہجوں کے قرض کے لئے انجمن کو مجبور کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ شور ڈالنے سے مل ہی جائے گا۔ حالانکہ ان کا فرض ہے کہ یہ قرض اس کو دیں جس پر ان کو ذاتی اعتماد ہو۔ اور وہ شخص ذاتی آمدنی رکھتا ہو۔ اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا تو وہ بھی ٹھگی کرتا ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے معاملات کی خرابی سے جماعت کو بدنام کرتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہو کہ ایسے لوگ اپنے رویہ کی اصلاح کریں۔ ورنہ ان کو جماعت سے الگ کر دیا جائے گا۔ مذہب سے الگ کرنا تو اختلاف عقائد سے ہوتا ہے۔ مگر جس شخص کا رویہ جماعت کے لئے مضر ہو۔ اس کو جماعت سے الگ کیا جا سکتا ہے۔

میں ان (احباب) کو بھی نصیحت کرتا ہوں جو سستی سے کام لیتے ہیں کہ وہ سستی چھوڑ دیں۔ یاد رکھو کہ یہ معاملات کی اچھائی یا برائی ہے۔ جس کی بناء پر غیر شخص تمہارے متعلق رائے قائم کرتے ہیں۔ اگر معاملات اچھے ہیں تو لوگ تمہاری بات سن سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو ساری جماعت چند آدمیوں کی خاطر ٹھگ کہلائے گی۔ اور مثال میں دو چار نام لے دینا ہی کافی خیال کیا جائے گا۔

پس جو قرض دیتا ہے وہ محسن ہے۔ سچی ضرورت کے وقت لو اور میعاد معینہ میں ادا کرو اگر کسی معقول وجہ سے نہیں اتار سکتے تو نرمی اور خندہ پیشانی سے اس کو یقین دلاؤ کہ میں ان وجوہ سے اب ادا نہیں کر سکا پھر آئندہ کر دوں گا اور جب روپیہ آئے۔ تو پہلے قرض خواہ کے روپے ادا کرو حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں میں نے عورتوں کو زیادہ دیکھا۔ بوجہ ان کے ناشکر گزار ہونے کے تو ناشکروں کی سزا جہنم ہے۔ لوگ معاملات سے حالات کا اندازہ کرتے ہیں۔ نمازوں سے نہیں۔ اگر اس طرح (دعوت الی اللہ) کے رستہ کو بند کر دیا تو پھر کوئی عمدہ رستہ نہیں۔ پس اپنے معاملات کی درستی پر بہت زور دو۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اس بات کے سمجھنے کی توفیق دے آمین۔

---

# آپ کا خط ملا

مکرم عبد السمیع نون صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا سے تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت (امام جماعت احمدیہ الثانی) کا قول کہ "میں خود شاعر ہوں.... شعروں کو پسند کرتا ہوں مجھے رویا میں بتایا گیا ہے کہ قوم کی زندگی کی علامتوں میں سے ایک علامت شعر گوئی بھی ہے اور میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم شعر کہا کرو"...... مجھے اس ارشاد گرامی کا جب سے علم ہوا ہے شعروں کو پڑھنے اور انتخاب کرنے کی طرف بہت توجہ دیا کرتا ہوں مگر "شعر کہا کرو" کے ارشاد کی تعمیل تو آپ جیسے بلند پایہ۔ پر مغز شاعر ہی کر سکتے ہیں اور نہایت خوش اسلوبی سے آپ نے اس ارشاد پر عمل کیا ہے میں نے آپ کے شعروں کا انتخاب جمع کیا ہوا ہے اور روز بروز اس میں اللہ کے فضل سے اضافہ ہو رہا ہے آپ کے اگلے روز اشعار جو الفضل کی زینت بنے ہمارے دوستوں نے بے حد پسند کئے بعض تو نقل کر رہے تھے غیر از جماعت دوستوں نے آپ کے کلام کو جمع کرنا شروع کیا ہے مثلاً آپ کے یہ اشعار کہ

فضا یک بہ یک مسکرائے تو جانوں
اچانک کوئی آج آئے تو جانوں
یہ کیا طور پر جلوہ سامانیاں ہیں
کوئی میرے پہلو میں آئے تو جانوں
اداسی کی خاموشیاں توبہ توبہ
کوئی روح کے گیت گائے تو جانوں

اس غزل کے اشعار بار بار پڑھتے میں نے دوستوں کو سنا انہوں نے نقل کئے اور آنسو بہا بہا کر یہ اشعار گنگناتے رہے آج اس عریضے کے ذریعے درخواست ہے کہ اچھے شعروں کے انتخاب کا سلسلہ بھی شروع فرما دیں قارئین کے علم و ادب میں یہ سلسلہ بے حد مفید رہے گا پھر آپ کو اپنے اشعار ایسے عمدہ مل جائیں گے کہ تلاش کرنے کی زحمت نہیں اٹھانا پڑے گی۔

---

مکرم ناصر احمد ظفر صاحب گلشن اقبال کراچی سے تحریر فرماتے ہیں۔

مکرمی و محترمی!

الفضل ۲۵- مارچ ۱۹۹۵ء

"Being with God" آپ پر اللہ کا فضل ہو۔ آپ کے گھر کو خدا برکتوں سے بھر دے "میرے پیارے اللہ اگر میں سو تا رہوں تو مجھے سو تا رہنے دے بہت خوب بہت ہی خوب۔ میں ان اشعار کو زبانی (English) میں یاد کر رہا ہوں۔ میرا رب ہی رب ہے' رحیم و کریم ہے۔ جماعت کے ہر فرد پر مہربان ہے۔ جماعت کا ہر فرد خدا سے پیار کرتا ہے۔ "باقی ہے سب فسانہ غیروں سے دل غنی ہے جب سے کہ تجھ کو جانا" رخصت ہوتا ہوں خدا حافظ۔ رب راکھا۔

---

بقیہ صفحہ ۵

لوگ ایک دوسرے سے بات کر سکیں۔ کیا یہ بات غیر موزوں ہو گی کہ خیالات کا تبادلہ کرنے دیا جائے اور اس تبادلہ میں تجارت بھی شامل کی جا سکتی ہے۔ اگرچہ یہ بات آسان تو نہیں اور ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کے لئے یہ بات آسان تو نہیں اور ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کے لئے یہ بات تکلیف دہ ہو۔ (خاص طور پر صنعت، کاروں کے لئے) لیکن کیا ایسا کرنے سے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ اور ان مسائل کو امن و امان کی فضاء میں حل نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ یہ بات بھی لازمی ہے کہ ہمیں اپنے مفادات کو قربان نہیں کرنا چاہئے یعنی دونوں ممالک کو اپنے اپنے مفادات کو قربان نہیں کرنا چاہئے۔

---

چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے۔ اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

# غیر رسمی پاک بھارت گفتگو

حال ہی میں بھارت میں پاک بھارت پیپلز فورم برائے امن اور جمہوریت کے سلسلے میں تقریباً ایک سو افراد جن کا تعلق زندگی کے مختلف شعبوں سے تھا شرکت کے لئے بھارت گئے تھے۔ ان میں دانش ور بھی شامل تھے وکلاء۔ صحافی بھی اور زندگی کے دیگر متعدد شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد جو یہ چاہتے ہیں کہ پاک بھارت تعلقات جو ایک لمبے عرصے سے کشیدہ ہیں ان میں بہتری پیدا ہو۔ ان جانے والوں میں ایر مارشل ریٹائرڈ ظفر۔ اے۔ چوہدری بھی شامل تھے۔ واپسی پر انہوں نے عوامی جمہوری پارٹی کی طرف سے منعقد کئے گئے ایک سیمینار میں جو آل پاکستان ٹریڈ یونینز فیڈریشن لاہور کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔ ایک مقالہ پڑھا جو نیوز آن فرائی ڈے میں ڈایلاگ یعنی گفتگو کے کالم میں شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان انہوں نے "نئی دہلی جانے کے متعلق میرے خیالات" رکھا ہے۔

Thought on a visit to New Delhi

اس مقالہ میں ظفر چوہدری کہتے ہیں کہ میں لڑکپن میں دہلی میں تھا۔ وہاں گورنمنٹ ہائی سکول کشمیری گیٹ میں تعلیم حاصل کرتا تھا اور سکول سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد لاہور کے گورنمنٹ کالج میں داخلہ لے لیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابھی دوسری جنگ عظیم شروع ہی ہوئی تھی۔ ظفر چوہدری کہتے ہیں کہ چونکہ میں کچھ عرصہ دہلی میں رہا تھا۔ اس لئے ہمیشہ سے میری خواہش تھی کہ کبھی موقعہ ملے تو میں پھر دہلی جاؤں اور دیکھوں کہ وہ شہر جہاں میں نے اپنے لڑکپن کا ایک حصہ گذارا تھا۔ اب کیسا لگتا ہے۔

یہ موقعہ مجھے اس وقت ملا جب پاکستان پیپلز فورم برائے امن اور جمہوریت نے مجھے دعوت دی کہ میں ان کے ساتھ دہلی چلوں۔ چونکہ میں پاکستان ایر فورس کا ملازم رہا تھا۔ مجھے اس بات کا یقین نہیں تھا کہ بھارتی افسر مجھے وہاں جانے کا ویزا دیں گے۔ لیکن میرے لئے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ نہ صرف میرے لئے بلکہ دو ریٹائرڈ بریگیڈیر صاحبان کے لئے بھی جو اس گروہ میں شامل تھے۔ (یہاں خاکسار یہ کہنا مناسب سمجھتا ہے کہ ظفر چوہدری کے والد محترم حضرت چوہدری بشیر احمد صاحب اور خاکسار دونوں ایک ہی احاطے میں دہلی میں ملازم تھے خاکسار ڈائرکٹوریٹ جنرل آف سپلائیز میں اور محترم چوہدری صاحب ڈائرکٹوریٹ جنرل آف پرچیز میں۔ چند گز کے فاصلے پر ہمارے دفاتر واقع تھے۔ یہ ایک ضمنی سی بات ہے لیکن محترم چوہدری صاحب کا ذکر کرنے سے ہمیشہ خوشی حاصل ہوتی ہے اس لئے میں نے یہاں یہ بات بیان کر دی ہے ن۔ س) دہلی جانے والے لوگوں میں سے جنہوں نے لاہور سے جانا تھا۔ وہ ۲۳۔ فروری کو پی۔ آئی۔ اے۔ کے ذریعہ روانہ ہوئے اور ۲۶۔ فروری کو واپس آ گئے۔ یہ پرواز پالم جسے آج کل اندرا گاندھی انٹرنیشنل ایرپورٹ کہا جاتا ہے' پر اتری۔ امیگریشن کے معاملات پر تقریباً دو گھنٹے خرچ ہوئے اور سمجھ نہیں آئی کہ اتنا وقت کیوں لگا۔ اس میں کیا شک ہے کہ یہ سلوک خاص طور پر پاکستانیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ امیگریشن کا سٹاف ایسے لگتا تھا کہ جلد جلد کام کرنے کا اہل نہیں ہے اور اس کام میں کوئی دلچسپی بھی نہیں لیتا۔

ظفر چوہدری کہتے ہیں کہ ہمیں یوتھ ہوسٹل جیسی رہائش گاہ میں رکھا گیا جہاں بہت کم ضروریات زندگی موجود تھیں۔ اور جو کھانا دیا گیا وہ بھی بہت سادہ قسم کا تھا۔ چند لوگ یہاں سے ریلوے ٹرین کے ذریعہ بھی بھارت گئے۔ یہ بھی لاہور ہی سے چلے تھے۔ اور انہیں دہلی پہنچتے پہنچتے تیس گھنٹے لگے۔ عام طور پر پہلے اس سفر پر دس گھنٹے صرف ہوا کرتے تھے۔ یہ چونکہ عوام الناس میں سے تھے۔ انہیں خاصی مشکلات پیش آئیں۔ باہر کافی دیر کھڑا رہنا پڑا اور وہاں جو لوگ کھڑے تھے ان میں سے اکثر سمگلر اور زیر زمین مجرم تھے اور ان کا دونوں ممالک سے تعلق تھا۔

انہوں نے دیکھا کہ کس طرح کسٹمز ڈیپارٹمنٹ کے لوگ دونوں ممالک میں کرپشن کا ایک ادارہ بنے ہوئے ہیں اگرچہ کہا جاتا ہے کہ اس مقابلے میں پاکستان جیت جاتا ہے۔ ان باتوں کا ذکر کرتے ہوئے ظفر چوہدری کہتے ہیں کہ دہلی کی اس گفت و شنید میں دونوں ممالک میں سے جن لوگوں نے حصہ لیا وہ خاصے کھلے دل کے متحمل مزاج اور مخلص لوگ تھے۔ اور اپنے اپنے ملک کے لئے ان کے جذبات قابل قدر تھے۔ وہ مختلف الخیال لوگوں کی آراء کو برداشت کرتے تھے اور اس بات سے ہرگز ہچکچاتے نہیں تھے کہ اپنے خیالات کو پوری طرح اور دیانت داری کے ساتھ پیش کر کے بحث مباحثہ کریں۔ ہمارے وہاں پہنچنے کے تھوڑی ہی دیر بعد ایک فلم دکھائی گئی جس میں سب سے اہم کردار ایک مسلمان عورت کا تھا جو تقسیم ملک کے وقت پاکستان چلی گئی تھی لیکن وہاں جا کر وہ پریشان رہی اور اس کا جی چاہتا رہا کہ وہ واپس بھارت چلی جائے اور اپنی معمول کی زندگی بسر کر سکے۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اس فلم کا دکھانا کوئی مناسب کیفیات نہیں پیدا کر سکتا تھا۔ اگر بھارت کے لوگ ہمیں غلط طریق پر متاثر کرنا چاہتے تھے تو میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر مبشر حسن نے اپنی تقریر میں بعض چھوٹے چھوٹے واقعات بیان کر کے ان کے اثر کو کلیتا" زائل کر دیا تھا۔

ہمیں اس دوران سب سے زیادہ تکلیف اس بات سے ہوئی کہ ہمیں خبر ملی کہ کراچی کی ایک مسجد میں حملہ کر کے دس سے زیادہ معصوم شہریوں کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اس وقت ہمارے سر شرم کے ساتھ جھک گئے۔

یہ بات تو بالکل ظاہر و باہر تھی کہ دو باتیں جن کے متعلق خاص طور پر گفت و شنید ہو گی وہ کشمیر اور دونوں ملکوں کے دفاع پر خرچ ہونے والی رقم تھی۔ خاص طور پر ایٹمی توانائی کے سلسلے میں جو باتیں ہوتی ہیں۔

ہمارے وہاں جانے سے کیا حاصل ہوا اس سلسلے میں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ تمام لوگ جو اس گفتگو میں شرکت کر رہے تھے ان کا کوئی سرکاری عہدہ نہیں تھا۔ اور اگر وہ چاہتے بھی تو کسی معاہدے پر دستخط نہیں ہو سکتے تھے جو دونوں ملکوں کو کسی خاص لائحہ عمل کا پابند بنا دے۔ یہ تو غیر سرکاری لوگوں کی آپس میں ایک میٹنگ تھی جہاں پر کھلے دل سے ان مسائل کے متعلق گفتگو کی جاتی تھی جن کی وجہ سے دونوں ممالک کافی دیر سے پریشان ہیں اور جن کا تعلق دونوں ممالک کے آپس کے تعلقات تھے۔ صرف اتنا ہی کہا جا سکتا تھا کہ دونوں ممالک کے لوگ آپس میں مل بیٹھ کر یہ بات جان لیں ایک دوسرے سے اچھے تعلقات کا ہونا کتنا ضروری ہے۔ ان لوگوں میں قانون دان بھی تھے۔ فنکار بھی تھے۔ صحافی بھی تھے۔ دانش ور بھی تھے۔ انسانی حقوق کی پاسداری کرنے والی انجمنوں کے اراکین بھی تھے اور ریٹائرڈ بیورو کریٹس اور فوجی بھی تھے۔ اور یہ سب کے سب اپنے خرچ پر وہاں گئے تھے دونوں ممالک کے ان افراد کی گفت و شنید کے نتیجہ میں بہت اچھی فضاء پیدا ہوئی۔ اور اس بات پر اتفاق ہوا کہ ہم کوئی حل تو پیش نہیں کر سکتے لیکن بہر حال مسائل غربت' جہالت' محرومی' کشمیر کا مسئلہ ایسی باتیں ہیں جن پر غور ہونا ضروری ہے اور انہیں حل کیا جانا چاہئے اور حال بھی اس طرح کیا جائے کہ دونوں ممالک کے عوام الناس اس میں شریک ہوں علاقائی طور پر ایٹمی اسلحہ پر پابندی ہونی چاہئے اور اسے ساری دنیا میں اس پابندی کا پہلا قدم سمجھنا چاہئے۔ دونوں ملکوں کو آپس میں گفت و شنید کر کے اسلحہ کی دوڑ کو ختم کرنا چاہئے بھارت چونکہ ایک بہت بڑا ملک ہے اسے چاہئے کہ وہ اس سلسلہ میں ابتدا کرے۔ اس بات پر بھی اتفاق ہو گیا کہ مذہبی غیر رواداری کی بڑھتی ہوئی رو کو فوری طور پر روکنے کی ضرورت ہے۔ یہ رو دونوں ملکوں میں بڑھ رہی ہے۔ خیالات اور معلومات کا آزادانہ تبادلہ ہونا چاہئے۔ ایسا کرنے کے لئے رسل و رسائل کے ذرائع کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ شرکاء نے اس بات پر بھی اتفاق کیا کہ حکومت کے طریق کار اور انتظامیہ میں بھی بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ اور زیادہ تر عوام الناس کو اس میں شریک کیا جانا چاہئے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہیں صحافتی امور میں انتہا پسند کیا جا سکتا ہے جنہوں نے اختلافات کی باتیں کیں کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ دونوں ممالک کے آپس کے تعلقات بہتر ہو جائیں۔ لیکن یہ بات ممکن نہیں تھی۔ اور یہ بات پیش بھی صرف چند لوگوں کی طرف سے پیش کی گئی جن کے مفادات اس بات سے تعلق رکھتے ہیں کہ آپس کے جھگڑے جاری رہیں۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ ایسا ہونا ناممکنات میں سے ہے۔

اس بات پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ ظاہر و باہر ہے کہ اگر مسلح تصادم ہو تو دونوں ممالک خاصا نقصان اٹھائیں گے۔

یہ ساری باتیں اس مقالے میں پیش کرنے کے بعد ظفر چوہدری کہتے ہیں کہ اب کچھ باتیں شہر اور شہر کے باشندوں کے متعلق بھی ہو جائیں اگرچہ ہم نے زیادہ کچھ تو نہیں دیکھا لیکن اس کے باوجود جو دیکھا اس کا بیان کرنا بھی ضروری معلوم دیتا ہے۔ جہاں تک پبلک ٹرانسپورٹ کا تعلق ہے وہاں بڑی بڑی بسیں موجود ہیں اور اس طرح ہمارے شہروں کی ٹرانسپورٹ سے بہتر انتظام پایا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ بات بڑی عجیب ہے کہ وہاں پرانی دہلی میں سائیکل رکشا ابھی تک چل رہے ہیں اور اسی طرح سکوٹر رکشا بھی اور ٹیکسیاں بھی۔ کہا جا سکتا ہے کہ وہاں یہ انتظام ہم سے بہتر ہے۔ لیکن جہاں تک ٹیکسیوں کے سپیڈو میٹر کا تعلق ہے اس میں گڑبڑ ضرور نظر آتی ہے۔ آپ پچاس چلیں تو وہ ۸۰ بتائے گا۔ جہاں تک دوکانداروں کا تعلق ہے' وہ زیادہ ہمدردانہ رویہ رکھتے ہیں اور ان میں کرٹسی پائی جاتی ہے۔ دل کھول کر اپنا سامان دکھاتے ہیں پاکستان میں اکثر دکاندار ایسا نہیں کرتے۔

نئی دہلی بہت زیادہ گنجان آبادی کا خطہ بن گیا ہے اور صرف وہ علاقہ جہاں سفارت کار رہتے ہیں پرانے دنوں کی یاد دلاتا ہے۔ اس بات کے متعلق تو کسی بحث کی ضرورت ہی نہیں کہ ہمیں اپنی آزادی اور اقتدار کو قائم رکھنا ہے اور ہمیں ضرورت کے مطابق ہر خطرے کا دفاع کرنے کے لئے ساز و سامان جمع کرنا ہے۔ لیکن یہ بات کہنا بھی ضروری ہے کہ اب تک دونوں ملکوں کے حکمرانوں نے جو پالیسیاں اختیار کی ہیں ان سے ڈیڈ لاک ختم نہیں ہوا اور تعلقات نصف صدی تک بہتر نہیں ہو سکے۔ اسی وجہ سے یہاں پر جہالت اور محرومی زیادہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان مسائل موجود ہیں لیکن اس بات کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ دونوں ملک ایک دوسرے کے قریبی ہمسائے ہیں اور جنوبی ایشیا میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ کیا یہ بات نامناسب ہو گی کہ دونوں کی سرحدیں کھول دی جائیں تاکہ

باقی صفحہ ۴ پر

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

# صدر جرمنی

ایک اخباری خبر کے مطابق جرمنی کے صدر نے اپنے دورے کے دوران پاکستان کی حکومت سے کہا کہ جس طرح یہاں انسانی حقوق کی پامالی ہو رہی ہے جرمنی محسوس کرتا ہے کہ ان حالات میں پاکستان کو دی جانے والی امداد کو جاری نہیں رکھا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ جرمنی میں انسانی حقوق کی پامالی کے متعلق بہت زیادہ جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں اور اسی طرح بلاسفیمی قانون اور گل مسیح اور رحمت مسیح اور سلامت مسیح کے متعلق جو کچھ ہوا ہے ان سب باتوں کا جرمنی نے محاسبہ کیا ہے۔ رحمت مسیح اور سلامت مسیح کو جرمنی نے پناہ دی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ جرمن صدر ڈاکٹر رومن ہرزوگ اور صدر مملکت پاکستان سردار فاروق احمد لغاری کے درمیان گفت و شنید میں یہ باتیں ہوئیں۔

صدر جرمنی نے اپنی حکومت کے جذبات سے صدر پاکستان کو آگاہ کیا اور خاص طور پر بتایا کہ جرمنی کے لوگوں کا حکومت پر کتنا دباؤ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک ایسا ملک جہاں انسانی حقوق کی پاسداری نہیں کی جاتی یا تسلی بخش طریق پر نہیں کی جاسکتی اسے امداد کیوں دی جا رہی ہے۔ انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ بلاسفیمی کے دو مجرموں کے متعلق جو تشہیر کی گئی ہے اس نے بھی جرمنی کے لوگوں کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے اگرچہ اس سے پہلے معمولی پامالیوں کا ذکر تو ہوتا رہا ہے۔ لیکن اب صدر جرمنی نے وزیر اعظم صدر محترم اور حزب اختلاف کے لیڈر سے کھل کر یہ باتیں کی ہیں۔

آج سے چند سال پہلے جرمنی کے وزیر خارجہ ہرکلاس کنل نے پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے۔ اس کا کھل کر ذکر کیا تھا۔ اب ڈاکٹر ہرزوگ نے پاکستان کے وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی کی ان باتوں کے لئے تعریف کی ہے جو انہوں نے عالمی کنونشن برائے انسانی حقوق کے موقعہ پر کی تھیں۔ جرمنی کے لوگوں کو انسانی حقوق کی پامالی کا اس لئے بھی زیادہ خیال ہے کہ وہاں اب نئے نازی جنم لے رہے ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بلاسفیمی کا قانون برطانیہ امریکہ' آئرلینڈ اور کئی دیگر ریاستوں میں نافذ ہے لیکن اس پر بہت کم عمل کیا جاتا ہے۔

جہاں تک اسلام آباد کی حکومت کا تعلق ہے اس کا کہنا ہے کہ بلاسفیمی قانون موجود نہ ہو تو تشدد آمیز کارروائیوں میں اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ کیونکہ قانون موجود نہ ہونے کی وجہ سے ہر شخص یا کوئی بھی شخص اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے۔ یہ بات کہاں تک درست ہے۔ متعدد تجزیہ نگار اس سے اتفاق نہیں کرتے ان کا کہنا ہے کہ یہ قانون ترمیم چاہتا ہے تاکہ لوگوں کو بلاوجہ ہراساں نہ کیا جاسکے۔ گویا کہ مطالبہ یہ نہیں ہے کہ قانون کو ختم کر دیا جائے بلکہ قانون کو ایسے الفاظ کا لباس پہنایا جائے کہ کوئی شخص کسی کو بلاوجہ ہراساں نہ کرسکے اور معصوم لوگوں پر یہ گھناؤنا الزام نہ لگایا جاسکے۔

☆○☆

## ڈاکٹر عبدالسلام / اردو میں

انگریزی اخبار ڈان کے ٦۔ اپریل کے شمارے میں لاہور ادبی تناظر میں اشفاق نقوی کہتے ہیں کہ تیسری دنیا کے دو سائنس کے نوبل پرائز حاصل کرنے والوں میں سے ڈاکٹر عبدالسلام نے بہت زیادہ لکھا ہے اور دنیا کے اعلیٰ ترین فورموں میں لیکچر دیئے ہیں۔ ان میں سے اکثر دنیا کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔ اگر ترجمہ نہیں ہوئے تو اس ملک کی زبان میں جو ان کا اپنا ملک ہے۔

اب سے کچھ عرصہ قبل شہزاد احمد نے یہ انتہائی محنت طلب کام شروع کیا اور اب انہوں نے اردو میں چار سو صفحات کی ایک کتاب مرتب کرلی ہے۔ اس کا عنوان ہے "ارمان اور حقیقت" جو مضامین اور لیکچر شہزاد احمد نے منتخب کئے ہیں وہ ڈاکٹر عبدالسلام کی کتاب "Ideals and Realities" میں سے لئے گئے ہیں۔ یہ کتاب ١٩٨٣ء میں چھپی تھی اور اب تک اس کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ شہزاد احمد نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی تحریروں میں سے وہ تحریریں بھی لی ہیں جو ١٩٨٣ء کے بعد کی ہیں۔ خاص طور پر انہوں نے God Unification کے موضوع پر جو ان کا لیکچر ہے وہ بھی ترجمے میں شامل کیا ہے۔ یہ نوبل پرائز حاصل کرنے کے بعد کا لیکچر ہے۔ شہزاد احمد کی اس کتاب کا دیباچہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے اردو زبان میں لکھا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں اردو زبان پر کتنا عبور (Command) حاصل ہے اور ڈاکٹر وحید قریشی کی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ جب ان دونوں نے بی۔ اے کا امتحان دیا تھا تو ڈاکٹر سلام کے اردو میں نمبر وحید قریشی سے زیادہ تھے۔

اس دیباچے میں ڈاکٹر سلام صاحب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ سائنسی مضامین پر مختلف کتابوں کو اردو میں ترجمہ کرنا چاہئے۔ انگریزی زبان بہرحال دنیا میں بہت زیادہ رائج ہے اور اس کی آج وہی پوزیشن ہے جیسی کہ زمنہ وسطیٰ میں عربی زبان کی تھی۔ البتہ وہ کہتے ہیں کہ ٹیکنیکی اور سائنسی اصطلاحات کو ویسے ہی رہنے دیا جائے۔ چین' جاپان' روس نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اس کی انہوں نے ایک مثال دی ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ ایٹم کے اندر نیوکلیس ہوتا ہے تو یہ بات زیادہ بہتر طریق پر سمجھی جاسکتی ہے بہ نسبت اس کے کہ اس کا یہ ترجمہ کر دیا جائے کہ جوہر کے اندر مرکز ہوتا ہے۔ اور بو قیسے باہر چکر لگاتے رہتے ہیں۔ یہ انتہائی ضروری ہے کہ اصطلاحات کو ویسے کا ویسے ہی رہنے دیا جائے۔ کیونکہ جب سائنس کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی جائے (جو زیادہ تر انگریزی زبان ہی سے حاصل کی جاتی ہے) تو اس وقت اصطلاحات آسانی پیدا کرتی ہیں۔

یہ بات شہزاد احمد کے لئے ایک اعزاز ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ فزکس کی تعلیم حاصل نہیں کئے ہوئے اور نہ ہی وہ ایک حسابی آدمی ہیں انہوں نے ان مضامین کی گہرائی کو پوری طرح سمجھا ہے اور سائنسی مواد کو جسے بھاری بھرکم کہا جاسکتا ہے نہایت شفاف اردو میں ڈھال دیا ہے۔ جس اردو میں انہوں نے اسے ڈھالا ہے وہ نہایت آسانی کے ساتھ سمجھی جاسکتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے بھی اس سلسلے میں شہزاد احمد کی تعریف کی ہے۔

☆○☆

## جاپان / ایٹم بم / معافی؟

صدر بل کلنٹن نے گذشتہ جمعہ کے روز کہا کہ امریکہ کسی طرح بھی جاپان سے معافی نہیں مانگ سکتا کہ اس نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر بم گرائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ صدر ہیری ٹرومین نے جنگ کے دوران ایک بہت درست جنگی فیصلہ کیا تھا۔ یہ بات بل کلنٹن نے اخبارات کے ایڈیٹروں کی ایک کانفرنس کے موقعہ پر کہی ان سے سوال پوچھا گیا تھا کہ کیا امریکہ جاپان سے ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرانے کی وجہ سے شرمندہ ہے اور معافی طلب کرے گا۔ اور کیا صدر ٹرومین نے اس وقت صحیح فیصلہ کیا تھا۔ پہلے سوال کے جواب میں صدر کلنٹن نے کہا ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرے سوال کے جواب میں انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر جنگ عظیم دوئم کے دوران بم گرائے جانے کی مذمت کی ہے لیکن اب صدر کلنٹن نے ٹرومین کے فیصلے کو درست کہہ کر اس بم گرائے جانے کے واقعہ پر معافی نہ مانگنے کا اعلان کیا ہے۔

تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ فیصلہ درست تھا یا غلط اگر ساری دنیا اس واقعہ کی مذمت کرتی ہے تو یقیناً امریکہ کو معافی مانگنی چاہئے کہ ان کی وجہ سے جنگ کے دوران لاتعداد انسان لقمہ اجل بن گئے اور ان سے بھی زیادہ معذور ہو گئے۔ اور ان کے اثرات ایک لمبے عرصہ سے جاری ہیں اور جاری رہیں گے۔ اگر کسی اور ملک نے ایسا کیا ہوتا تو یقیناً امریکہ اس بات پر زور دیتا کہ وہ کھلم کھلا جاپان سے معافی مانگے اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ آئندہ کسی وقت کوئی اور صدر امریکہ ندامت کا اظہار کرے اور تمام امریکیوں کی طرف سے معافی مانگے۔ اس کی سوچ اس نہج پر چلے کہ ہیری ٹرومین کا فیصلہ غلط تھا اور اس غلط فیصلے کی بناء پر لاکھوں افراد مارے گئے اور معذور ہو گئے۔ اس لئے امریکہ جاپان سے معافی مانگتا ہے۔ بلکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وقت امریکہ جاپان کو اس سلسلے میں معاوضہ دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ اگر وہ یہ سب کچھ کرے تو یقیناً اس کا معیار راست روی لوگوں کی نظروں میں ایک قابل تحسین امر ہو گا۔

☆○☆

## استصواب رائے / انتخابات

کشمیر رہنماؤں نے انگلستان میں ایک پریس کانفرنس کے موقعہ پر جو ٧۔ اپریل کو منعقد کی گئی کہا کہ وہ کشمیر کے کسی حصے میں بھی بھارتی حکومت کی انتخابات کی کوششوں کو ناکام بنادیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ریاست کے باہر سفارتی اور سیاسی دباؤ ڈالا جائے گا جس سے عالمی برادری پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ انتخابات استصواب رائے اور حق خود ارادیت کا متبادل نہیں ہو سکتے۔ کشمیریوں کو حق خود ارادیت چاہئے۔ برطانوی پارلیمنٹ کے انسانی حقوق کے پاسدار گروہ کے چیئرمین لارڈ ایرک ایوری اور آل پارٹی پارلیمنٹری گروپ کے چیئرمین مسٹر روجر گاڈسف نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو میں ایک ایسی میٹنگ کرنی چاہتے ہیں جس میں کشمیر کے دونوں حصوں کے لیڈر شامل ہو سکیں لیکن بعض مشکلات کی بناء پر یہ میٹنگ اب کسی اور مقام پر منعقد کی جائے گی۔ پریس کانفرنس کے موقعہ پر کشمیر کے نمائندوں نے اس میٹنگ کو سراہا۔ یہ پریس کانفرنس جموں کشمیر لبریشن فرنٹ نے بلائی تھی اور ہندوستان کی طرف سے انتخابات کی تجویز کو رد کرنا اس کا مقصد تھا۔

کشمیری لیڈروں نے کہا کہ کشمیر بھارت کا حصہ نہیں ہے۔ یہ بات خاص طور پر ان لوگوں کے نمائندہ ظفر خان نے کہی۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم انتخابات میں حصہ نہیں لیں گے اور جو بھی وسائل ہمیں میسر ہوں گے ہم انہیں استعمال کرتے ہوئے انتخابات نہیں ہوئے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر انتخابات سارے جموں اور کشمیر میں کروائے جائیں اور اقوام متحدہ ان کی ذمہ داری لے غیر ممالک کی فوجیں اس میں شامل نہ ہوں اور یہ اس لئے کروائے جائیں کہ کشمیر کا دستوری حق معلوم کیا جائے تو اس بات کا امکان ہے۔

ظفر خان نے کہا کہ کشمیر کے متعلق کہیں بھی گفت و شنید ہو کہ کشمیریوں کو اس میں شمولیت کی

دعوت ملنی چاہئے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو یہ مسئلہ بھارت اور پاکستان کے درمیان چلتا چلا جائے گا اور اس علاقے میں خطرے کا باعث ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دونوں طرف سے مخلص رہنماؤں کو آپس میں ملنے کا موقعہ دیا جانا چاہئے اور انہیں اس بات کی آزادی ہو کہ وہ اس مسئلے کو کس طرح حل کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں یہ مسئلہ دونوں ملکوں کے درمیان سب سے بڑا مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ اس پریس کانفرنس پر یہ بھی کہا گیا کہ آل پارٹیز حریت کانفرنس اور اس پریس کانفرنس کے انعقاد کرنے والوں کے خیالات ایک جیسے ہیں۔ ریاست کو تقسیم کرنے کے نظریے سے کسی طرح بھی اتفاق نہیں کیا جائے گا۔

☆ ○ ☆

## کابل یونیورسٹی

افغانستان میں مجاہدین کے مختلف دھڑوں کی آپس میں جنگ کے نتیجہ میں کابل یونیورسٹی بند کرنا پڑی تھی۔ اب صدر برہان الدین نے اسے دوبارہ کھول دیا ہے۔ یہ بندش تین سال تک جاری رہی۔ انہوں نے کہا کہ یونیورسٹی کے ایک تکلیف دہ ماضی کے بعد دوبارہ کھلنے کی وجہ سے میں بہت خوش ہوں۔

صدر برہان الدین ربانی اسی یونیورسٹی میں دینیات کے پروفیسر تھے اور ۱۹۷۵ء میں جب فوجیوں نے حکومت پر اس لئے حملہ کیا کہ کمیونسٹ اثر ورسوخ آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا تو صدر ربانی کو یونیورسٹی چھوڑ کر پاکستان فرار ہونا پڑا۔ انہوں نے کہا کہ میں بیس سال اس یونیورسٹی سے جدا رہا ہوں۔ اس تقریب کے موقعہ پر تقریباً ایک ہزار افراد موجود تھے۔ کابل کی یونیورسٹی ۱۹۳۲ء میں شروع کی گئی تھی اور جلد ہی اس کی شہرت پھیلنے لگی حتیٰ کہ اس علاقے کے ایسے اداروں میں سے یہ پہلی دس پوزیشنوں میں ایک پوزیشن حاصل کر گئی۔ اپریل ۱۹۹۲ء کے بعد جبکہ مجاہدین نے کابل پر قبضہ کر لیا تو مجاہدین کے جھگڑوں میں اقتدار حاصل کرنے کے لئے یونیورسٹی نے بھی حصہ لیا۔ اور ایسا کرنے سے اسے پچاس ملین ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا۔ یونیورسٹی کے صدر امیر شاہ حسن یار نے صحافیوں کو بتایا کہ اگرچہ بہت سا ساز و سامان تباہ ہو چکا ہے۔ یونیورسٹی اس کوشش میں ہے کہ قانون کا شعبہ اور پولیٹیکل سائنس کا شعبہ جلد ہی کام کرنے لگیں۔ آج سے کئی ہفتے پہلے یونیورسٹی کی صفائی شروع ہو گئی تھی۔ جس سے پتہ چلتا تھا کہ ربانی گورنمنٹ اسے دوبارہ شروع کرنا چاہتی ہے۔ اس موقعہ پر صدر ربانی نے کہا کہ اسلام کا پہلا پیغام حصول علم ہے اور پھر مذہب اور سائنس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

## ڈاکٹر رومن ہرزوگ / صدر فاروق احمد لغاری

جرمنی کے صدر ڈاکٹر رومن ہرزوگ کو صدر مملکت سردار فاروق احمد لغاری کی طرف سے منگل کے روز دیئے گئے ایک عشائیے کے موقعہ پر صدر مملکت نے پاکستان اور بھارت کے دوستوں پر زور دیا کہ وہ بھارت کی حکومت کو سمجھائیں کہ وہ مقبوضہ کشمیر کو تشدد کے ذریعہ اپنے قبضہ میں رکھنے کی ناکام کوشش نہ کریں۔ صدر محترم نے کہا کہ ہم جرمنی کے لوگوں کے ساتھ اپنی اس خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے حق خود ارادیت کو استعمال کرتے ہوئے دونوں حصوں کو مجتمع کر لیا ہے۔ کشمیری لوگ بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں مانگتے اور حق خود ارادیت مل جانے پر وہ پوری طرح مطمئن ہو جائیں گے۔ انہوں نے اپنے اس حق کا مطالبہ باوجود ہر قسم کے تشدد کے جاری رکھا ہے۔ بھارتی فوجیں کشمیریوں کو انتہائی طور پر دبانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس مطالبے کی شدت میں کمی نہیں آرہی۔ بھارتی فوجیں اس وقت پانچ لاکھ کی نفری پر مشتمل ہیں جو مقبوضہ کشمیر میں کشمیریوں پر مظالم ڈھا رہی ہیں وہ اپنے ناجائز قبضے کو مستقل طور پر اپنے ہاتھ میں رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہیں۔ انہیں مارنے، تشدد کرنے، حراست میں لینے، جنسی زبردستی کرنے، جلانے، اور لوٹ مار کرنے کا گویا کہ اختیار ملا ہوا ہے۔ ان باتوں کا عام انسانی حقوق سے تعلق نہیں بلکہ یہ دہشت گردی کی ایک خاص پالیسی کو اپناتے ہوئے بھارتی حکومت ان باتوں پر عمل کر رہی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ وہ کشمیری لوگوں کی مزاحمت کو ختم کر دے گی۔ اگرچہ بھارت کی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ وہ بڑے رازدارانہ طریقے پر یہ سب کام کر رہی ہے کیونکہ اس نے عالمی انسان حقوق کی پاسداری کرنے والی تنظیموں کو یہاں نہیں آنے دیا لیکن وہ یہ نہیں سمجھتی کہ حقائق ساری دنیا پر واضح ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

صدر مملکت نے مزید کہا کہ اب بھارتی حکومت ایک نئی سیاسی چال چل کر لوگوں کو دھوکا دینا چاہتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں انتخابات کروانے کی تیاری کی جا رہی ہے۔ کشمیریوں کو ان انتخابات سے کوئی تعلق نہیں وہ استصواب رائے چاہتے ہیں تاکہ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کر سکیں۔ انہوں نے انتخابات کئے جانے کو مسترد کر دیا ہے۔ اور ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ دنیا بھی ان خالی خولی لفظوں سے مطمئن نہیں ہوگی۔ اس لئے ہم ہندوستان اور پاکستان کے دوستوں سے اپیل کرتے ہیں بلکہ انہیں تلقین کرتے ہیں کہ وہ پاکستان اور ہندوستان کے فائدے کے لئے ہندوستان کو یہ بات سمجھائیں کہ جو کچھ بھارت مقبوضہ کشمیر میں کر رہا ہے۔ وہ کار لاحاصل ہے۔ وہاں کے اسی تنازعہ نے پاکستان اور بھارت کے تعلقات کو خراب کر رکھا ہے۔ اگر کشمیر کا تنازعہ تصفیہ پا جائے تو باقی تمام مسائل بھی پاکستان اور بھارت کے درمیان آسانی سے حل کئے جا سکتے ہیں۔

صدر مملکت نے یہ بھی کہا کہ ایٹمی اسلحہ کے پھیلاؤ کا مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے۔ جرمنی کی خواہش ہے کہ اس علاقے کو نیوکلیئر اسلحہ سے پاک رکھا جائے اور ہم جرمنی کے ساتھ تہہ دل سے متفق ہیں۔ گزشتہ دو عشروں سے ہم یہی بات کہہ رہے ہیں۔ اگرچہ بھارت نے ۱۹۷۴ء میں ایٹمی دھماکہ کیا تھا۔ صدر لغاری نے مزید کہا کہ سوویت یونین کے ٹوٹ پھوٹ جانے سے یورپ میں مشرق اور مغرب کی تقسیم ختم ہو گئی ہے۔ اور وسطی ایشیا میں خود مختار ریاستیں قائم ہو گئی ہیں۔ ان کے درمیان جو مصنوعی دیواریں کھڑی تھیں۔ وہ ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں اود ہمارے بھی ان کے ساتھ رابطے بڑھ گئے ہیں۔ ہمارے ان کے ساتھ تاریخی ثقافتی اور تجارتی تعلقات رہے ہیں اور یہ تعلقات اب ہم دوبارہ قائم کر رہے ہیں۔ ہم افغانستان میں، تاجکستان میں، بوسنیا میں، امن چاہتے ہیں۔ ہم نے بوسنیا کے حالات کا بغور جائزہ لیا ہے اور ہمیں اس کے متعلق تشویش ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ صرف یورپ کا مسئلہ ہے یا کوئی مذہبی مسئلہ ہے۔ یہ علاقائی استحکام کے اصولوں کا مسئلہ ہے۔ اور اس بات کا کہ بین المملکتی سرحدوں کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ سب سے زیادہ اس میں اخلاقی سوال پیدا ہوتا ہے۔ دنیا بھر کے ملکوں سے انہوں نے کہا، کہ وہ کوشش کریں کہ بوسنیا میں یہ اصول قائم ہو سکے۔

---

# اطلاعات و اعلانات

## درخواست دعا

○ مکرم معین الدین بھٹی کارکن دفتر الفضل ایک ماہ سے بوجہ بخار بیمار چلے آرہے ہیں۔ ایک ہفتہ سے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں۔ ان کی جلد کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم عبدالغفار کوثر صاحب کارکن دارالقضاء کے ماموں مکرم عبدالعزیز صاحب نے بیرون ملک سے اطلاع دی ہے کہ ان کے دل کا اپریشن متوقع ہے۔ احباب سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

○ مکرم عبدالخالق کارکن دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ کی بائیں آنکھ کا اپریشن فضل عمر ہسپتال میں متوقع ہے۔ اپریشن کی کامیابی اور بعد کی پیچیدگیوں سے بچنے کیلئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

○ عزیزہ ثمینہ یاسمین بنت راجہ نسیم احمد صاحب محلہ دارالعلوم وسطی ربوہ کپڑوں میں آگ لگنے سے شدید زخمی ہو گئی ہے۔ بچی وقف نو میں شامل ہے بچی کی جلد شفایابی کے لئے احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

## سانحہ ارتحال

○ مکرم محمد اسماعیل صاحب ولد میاں جلال دین صاحب آف دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور حال سرائے موسیٰ گنج مغلپورہ لاہور مورخہ ۹۵-۲-۲۲ وفات پا گئے۔ آپ عبادت کے پابند تھے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

## گمشدہ طلائی لاکٹ

○ مکرمہ نعیمہ پروین صاحبہ بنت احمد علی صادق صاحب (دارالیمن) کوارٹر درویشاں نمبرا دارالیمن وسطی ربوہ کا ایک عدد طلائی لاکٹ بمع Chain دارالیمن سے دارالنصر کے راستے گولبازار آتے ہوئے کہیں گر گیا ہے۔

جس کسی کو ملا ہو براہ کرم مندرجہ پتہ پر پہنچا دیں۔

## پتہ درکار ہے

○ مکرم غلام نبی صاحب وصیت نمبر ۱۳۲۸۴ ولد مکرم مولا بخش صاحب ساکن کوٹ احمدیاں ضلع حیدر آباد نے ۱۹۵۱ء میں وصیت کی تھی۔ اس کے بعد موصی کا دفتر سے کوئی رابطہ نہیں۔

○ مکرمہ امتیاز بانو صاحبہ وصیت نمبر ۶۹۱۴ اہلیہ مکرم حکیم محمد ذکریا خاں قوم سید نے ۱۹۴۳ء میں دہلی سے وصیت کی تھی۔

○ مکرم حکیم محمد ذکریا خاں صاحب وصیت نمبر ۶۹۱۶ ولد مکرم حکیم عبدالغنی خاں صاحب نے ۱۹۴۳ء میں دہلی سے وصیت کی تھی۔

اگر یہ موصیان خود پڑھیں یا کسی دوست کو ان کے بارہ میں علم ہو تو دفتر کو مطلع کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

## نمائندہ الفضل برائے اشتہارات کا دورہ

○ مکرم محمد احمد مظفر علوی صاحب نمائندہ الفضل اوکاڑہ برائے اشتہارات 'وہاڑی' بہاولنگر' بہاولپور اور رحیم یار خاں کی جماعتوں کے دورہ پر جا رہے ہیں۔ ان کا مقصد الفضل کے لئے اشتہارات کا حصول ہے۔ احباب کرام اور عہدیداران سے درخواست ہے کہ ان سے تعاون فرمائیں۔ (مینیجر)

# خبریں

**ربوہ : 16- اپریل-1995ء**
گرمی کا آغاز ہے۔
درجہ حرارت کم از کم 19 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 32 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ امریکی مؤقف میں تبدیلی حکومت کی عظیم کامیابی ہے۔ حکومت ایٹمی پروگرام پر کوئی سودے بازی نہیں کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ امریکی دباؤ قبول نہ کرنا حکومت کا بڑا کارنامہ ہے۔ موجودہ حکومت نے امریکہ اور دوسرے ملکوں کے انتہائی دباؤ کے باوجود انہیں قائل کر لیا ہے۔ انہوں نے ارسکوئی ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں قبائلی جرگے سے خطاب کرتے ہوئے کہا قبائلی علاقوں کو ترقی یافتہ بنانے کے لئے پیکیج تیار کر لیا گیا ہے۔

○ کراچی کے واقعات میں یہودی تنظیم "الیومیناتی" کے ملوث ہونے کا انکشاف ہوا ہے۔ کئی برسوں سے پشاور میں مقیم یہودی دہشت گرد یوسف بدانسکائی فرقہ وارانہ اور لسانی گروپوں میں اسلحہ اور روپیہ تقسیم کر رہا ہے۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ بھارت سے پاکستان کو نقصان پہنچا تو امریکی مفادات بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ مسئلہ کشمیر حل کئے بغیر برصغیر میں پائیدار امن قائم نہیں ہو سکتا۔ امریکہ پر واضح کر دیا ہے کہ نظریہ ضرورت کے تحت فیصلے نہیں کریں گے۔

○ ڈنمارک کے امور خارجہ کے پارلیمانی کمیشن نے اپنی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ بھارت کی امداد بند کر دی جائے کیونکہ وہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کر کے پڑوسی ممالک کے لئے خطرات پیدا کر رہا ہے۔

○ اے این پی کے سربراہ مسٹر اجمل خٹک نے کہا ہے کہ اپوزیشن نے ایوان کے اندر سے تبدیلی لانے کے لئے رابطے مکمل کر لئے ہیں۔ گنتی بھی پوری کر لی ہے۔ یہ تبدیلی کس طرح آئے گی اس بارے میں ارکان اسمبلی ہی بتا سکتے ہیں۔ مسٹر ولی خان نے کہا کہ مجھے اتنا ضرور معلوم ہے کہ اب تبدیلی آنے والی ہے۔ مسلم لیگ کے ترجمان نے کہا کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ عوام کی توقعات سے بڑھ کر ہو گا۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل عبدالوحید نے کہا ہے کہ پرتھوی میزائلوں کی تنصیب کے بعد ملکی سلامتی کے لئے خطرات بڑھ گئے ہیں۔ جی ایچ کیو میں فارمیشن کمانڈروں کی سالانہ کانفرنس شروع ہوگئی ہے۔

○ سپاہ صحابہ کے مولانا اعظم طارق نے کہا ہے کہ اگر امریکہ کے پاس میرے خلاف کوئی ثبوت ہے تو جرات کر کے انہیں پاکستانی عدالتوں میں پیش کرے۔ اگر اس میں صداقت ہوئی تو خود کو پاکستانی قانون کے حوالے کر دوں گا۔ مولانا اعظم طارق آجکل روپوش ہیں۔

○ وزیر قانون مسٹر این ڈی خان نے کہا ہے کہ اگر اپوزیشن کو خوف ہے کہ عورتوں کی نشستوں سے حکومت کے ووٹ بڑھ جائیں گے تو وہ کم از کم اگلی قومی اسمبلی کے لئے عورتوں کی سیٹوں پر رضامند ہو جائے۔

○ سٹاک مارکیٹ کو زبردست تباہی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ صرف کراچی میں ۸- ارب روپے کے حصص کم ہو گئے ہیں۔

○ آئینی ماہرین کا کہنا ہے کہ آئین میں قائمقام گورنر کی تقرری کے بارے میں بعض اہم خامیاں موجود ہیں۔ اگر پنجاب کے موجودہ قائمقام گورنر کی تقرری کے بارے میں دوبارہ نوٹیفیکیشن نہ جاری کیا گیا تو رائے ہی گورنر رہیں گے اور الطاف حسین کا عہدہ ختم ہو جائے گا۔

○ لاس اینجلس میں پاکستانی مصنوعات کی نمائش میں اڑھائی کروڑ ڈالر کے سودے ہو چکے ہیں مزید کی توقع ہے۔ یہ نمائش وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے دورہ کے آخری مرحلے میں لاس اینجلس میں لگائی ہے نمائش میں کھیلوں کا سامان، تعلیمی اور جراحی کے آلات رکھے گئے ہیں۔

○ منشیات کے مزید پانچ بڑے مجرموں کو امریکہ کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ یہ پانچوں سمگلر ابھی گرفتار نہیں ہوئے ان میں ایک سابق رکن قومی اسمبلی بھی شامل ہے۔

○ لاہور کا منشیات کا ایک بڑا سمگلر وقار احمد خالد ایمسٹرڈم میں گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے قبضے سے ۱۵ کلو ہیروئن برآمد کر لی گئی۔

○ کراچی میں فائرنگ اور تشدد سے کانسٹیبل سمیت ۳- افراد ہلاک ہوئے۔ کانسٹیبل کی گولیوں سے چھلنی نعش ملیر سے ملی۔ ملیر سٹی، سرجانی اور مومن آباد میں تشدد کے واقعات ہوئے۔

○ پاکستان ورکرز فیڈریشن کے زیر اہتمام ۱۵- اپریل کو ملک بھر میں محنت کشوں نے ہوش ربا گرانی کے خلاف یوم احتجاج منایا۔ ملک بھر میں مظاہرے کئے گئے۔ محنت کشوں نے سینہ کوبی کی۔

○ خان عبدالولی خان نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو کا دورہ امریکہ ناکام رہا یہ قومی سرمائے کا ضیاع ہے۔ انہوں نے کہا کہ مصطفیٰ کھر کو کالا باغ ڈیم کی حمایت میں بیانات سے روکا جائے۔ تین صوبے مخالف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چھوٹے چھوٹے ڈیم بنائے جائیں۔ مسئلہ کشمیر پاک بھارت مذاکرات ہی سے حل ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ جب ضرورت ہوئی تحریک عدم اعتماد پیش کر دی جائے گی۔

○ سانحہ ملتان کے مبینہ مجرمان کو چوٹی زیریں میں پہنچا دیا گیا ہے۔ بگتی سردار نے دوسرے علاقوں سے بھی اپنے ساتھیوں کو وہاں بلا لیا ہے۔ سانحہ ملتان کے بعد ملتان میں زبردست احتجاجی مظاہرے کئے گئے اور بگتی قبائل کو شہر سے باہر نکالنے کا مطالبہ کیا گیا۔ قربان بگتی کے گھر پر پتھراؤ کیا گیا گھر کا سامان باہر نکال کر جلا دیا گیا۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ غیر مسلم لابی وزیر اعظم کے دورہ کو کامیاب بتاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پورا ملک ایک ہی نعرہ سے گونج رہا ہے "نعرہ بھٹو۔ ملک چھٹو"

○ شیخوپورہ کے ایک ایم این اے کا باڈی گارڈ ۳۵ کلو ہیروئن شیخوپورہ لے جاتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ چھاپہ مار ٹیم نے دعویٰ کیا ہے کہ ہیروئن ایم این اے کی ملکیت ہے۔

○ آزاد کشمیر میں آئندہ عام انتخابات کی تاریخ کا اعلان اسی سال کر دیا جائے گا۔ عام انتخابات آئندہ سال مئی میں ہوں گے۔ بلدیاتی انتخابات اکتوبر میں ہوں گے۔ ان سے پہلے کشمیر کونسل کے انتخابات کرائے جائیں گے۔

○ آزاد کشمیر کے علاقے میں پاک فوج کی جوابی کارروائی سے بھارتی بنکر تباہ ہو گئے۔ متعدد بھارتی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔


انگریزی ادویات و ٹیکہ جات کا مرکز
بہتر تشخیص ٭ مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد
فون : 34134

ہر گھر میں ہر وقت رکھنے کی دوا
گیس ٹربل۔ قبض۔ بدہضمی۔ کمی بھوک
ہاضمون رجسٹرڈ
خط لکھ کر بذریعہ ڈاک طلب کریں
نصرت دواخانہ ربوہ

قدیمی • اولین • شہرہ آفاق
مطب حمید
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت ادارہ
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
جی ٹی روڈ نزد پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ
فون : 254634

بفضلہ تعالیٰ پینز کیور یوٹو سمیل
سونگھنے سے
ہر درد
ایک منٹ میں کم۔ ایک گھنٹے میں ختم
استثناء کم موقع پر آزمائش مفت
قیمت 20.00 بذریعہ ڈاک 30.00
لٹریچر فری
کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ
فون 771-606

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں • کیڈمیم کیساتھ تیار شدہ بغیر ٹانکے کے زیورات۔
• زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جائے گی۔
زیورات کی دنیا میں منفرد نام
نسیم جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹرز : میاں نسیم احمد طاہر
میاں وسیم احمد
فون : دوکان : 837 گھر : 212175

دانت اچھے صحت اچھی
دانت نکلوانا کوئی علاج نہیں
سالہ تجربہ کار 35
دانت بغیر تار کے لگائے جاتے ہیں
دانتوں کے کراؤن ڈلوانے کیلئے تشریف لائیں
شریف ڈینٹل کلینک ربوہ فون : 418
دانتوں اور مسوڑھوں کی جملہ امراض مثلاً پائیوریا، مسوڑھوں سے خون کا آنا، پانی کا گرم اور سرد لگنے کا تسلی بخش علاج
ٹیڑھے اور بدصورت دانت سیدھے اور خوبصورت کئے جاتے ہیں